# نبی کریم ﷺ کا رُعب اور دبدبہ

پروفیسر ابوطلحہ عثمان

وہ ہیبت کہ دیوار و در کانپتے ہیں
ارے اُن سے شمس و قمر کانپتے ہیں

سپر پاور کہلانے والے شہنشاہ ہرقل کے دربار میں اسلام کے سفیر پیوند زدہ لباس میں پہنچے ہیں، ہرقل ان کے آنے کا مقصد معلوم کرکے حیران ہورہا ہے، کہتا ہے: ''ہم نے جزیرۂ عرب کو اس قابل کبھی نہ سمجھا تھا کہ ہم تم پر چڑھائی کریں، آج تم کس غلط فہمی میں ہمارے پاس آ پہنچے ہو؟ اسلام کے سفیر کہتے ہیں: جہاں تم بیٹھے ہو، ہم اس جگہ پر بھی قبضہ کرلیں گے''۔

دوسری طرف چند مجاہد ربعی بن عامرؓ کی سربراہی میں دوسری سپر طاقت کہلانے والے شاہِ ایران کے نائب السلطنت رستم کے دربار میں دعوت اسلام دینے پہنچ چکے ہیں: ''ہم آئے نہیں، بھیجے گئے ہیں، تاکہ بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر بندوں کے رب کی بندگی کی طرف لائیں اور مذاہب کے ظلم و جور سے اسلام کے عدل میں لائیں اور دنیا کی تنگیوں سے (نکال کر) دین کی وسعتوں سے روشناس کرائیں''۔

بات نہ ہرقل سمجھ سکا ہے، نہ رستم ایران کے پلّے پڑی ہے۔ ہر دن، ہر گھڑی اور ہر لحہ فقیر منش اسلامی شیر بڑھتے چلے جارہے ہیں، فتح و نصرت گویا ان کے قدموں کی دھول ہے۔ شاہِ ایران اپنے تمام جرنیلوں کو بلاکر پوچھتا ہے: ''اسلحہ ہمارا گھٹیا تو نہیں، سپاہ ہماری لاتعداد اور لاجواب، وسائل ہمارے بے حد و بے حساب، پھر آخر کیا بات ہے کہ یہ عرب کنگلے، فقیر، چیتھڑوں میں لپٹی تلواروں والے ہر جگہ غالب اور ہم ہر جگہ مقہور و مغلوب ہورہے ہیں؟''۔ ہر جرنیل ڈینگیں مارتا اور اپنی شکست کو حادثاتی عارضی شکست قرار دیتا ہے۔

سب سے آخر میں ان میں سب سے سنجیدہ مزاج اور معقول جرنیل کھڑا ہوتا ہے، دست بستہ عرض کرتا ہے: ''جہاں پناہ! بلاشبہ جدید ترین اسلحہ، لاتعداد عساکر اور وسائل اور خزانوں میں

ہمارا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔ روم کے ساتھ ہمارا مقابلہ رہتا ہے، کبھی وہ، کبھی ہم غالب آتے ہیں، مگر یہ فاقہ مست پرانے ہتھیاروں اور پرانی تلواروں والے لڑاکا عرب ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ یہ موت سے اسی طرح پیار کرتے ہیں، جیسے ہم شراب سے۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں عالی جاہ! یہ خود ہم سے نہیں لڑتے، اپنے خدا کو ہم سے لڑا دیتے ہیں بھلا اللہ خالق سے کوئی مخلوق کیسے جیت سکتی ہے؟ اس طرح ہر جگہ ہم شکست کھاتے جا رہے ہیں''۔ بات وُہی ہے تلواریں نہیں لڑتیں، جذبے لڑتے ہیں، فتح وکامرانی تلواروں سے نہیں، جذبوں سے ملا کرتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

**''نصرتُ بالرعب مسیرةَ شهر''۔**

''ایک مہینہ کی مسافت تک رعب دے کر میری مدد کی گئی ہے''۔

۲۳ سالہ عہد نبوت کو دیکھئے: مکہ کے اندر اور مکہ سے باہر کبھی اکیلے اور کبھی حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ تبلیغ کے لئے جاتے ہیں، آنجناب ﷺ کو ستایا جاتا ہے۔ بڑی بڑی منڈیوں میں ملک بھر کے قبیلوں کا اجتماع ہوتا ہے، ہزاروں افراد موجود ہوتے ہیں، نبی مکرم ﷺ سینکڑوں بتوں کا انکار کرتے، اکیلے اللہ کی طرف دعوت دیتے گھوم رہے ہیں۔ طائف کے بڑے بڑے سرداروں کو دعوت دینے جاتے ہیں، ظلم وستم کی حد کردی جاتی ہے، مگر ان سب حالات کے باوجود شمع نبوت کو بجھانے کی جرأت کسی کو نہیں ہوتی۔ ہجرت کی رات کم وبیش سوکڑیل جوان بری نیت کے ساتھ بیت النور کا گھیراؤ کرتے ہیں، دروازے کے اندر قدم رکھنے کی جرأت کسی کو نہیں، بس ایک مٹھی خاک اٹھا کر نبی مکرم ﷺ ان کی طرف پھینکتے ہیں، سب کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، ''شاهت الوجوه'' فرما کر آنحضور ﷺ بیت صدیقؓ کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ نبیؐ وصدیقؓ کی گرفتاری پر سو سو اونٹ انعام مقرر ہے، مگر بے خوف وخطر مکہ سے مدینہ پہنچ جاتے ہیں۔ ایران کے ہاتھ سے یمن چھن جاتا ہے، مگر اُسے حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ شمالی عرب رومیوں کے قبضہ سے نکل جاتا ہے۔ قیصر روم افواج اکٹھی کرنے کا حکم جاری کرتا ہے، نبی مقدس ﷺ تبوک تک سفر اختیار فرماتے ہیں، ایک مہینہ کے فاصلے پر یروشلم میں بیٹھا شاہِ روم خوفزدہ ہوکر اپنے ہی جاری کردہ حکم کو منسوخ کردیتا ہے۔ ہاں! نبی مکرم ﷺ اپنی بلاواسطہ اور بالواسطہ فتوحات کا راز فاش کرچکے ہیں: ''ایک ماہ مسافت تک میری دہشت چھائی ہوئی ہے''۔

۶۳ رسال کی مبارک زندگی پوری فرما کر آنحضور ﷺ تو رفیق اعلیٰ سے جا ملے، لیکن پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق مکہ مکرمہ اُن کی جائے پیدائش، مدینہ جائے ہجرت اور شام ان کی جائے حکومت (ملکه فی شام) بن گئی۔

نبی مکرم ﷺ کی ۶۳ سالہ زندگی میں ان کی حکومت شام میں قائم نہیں ہوئی، ان کے صحابہؓ اور ان کے نام لیواؤں صدیقؓ وفاروقؓ وعثمانؓ اور معاویہ رضی اللہ عنہم نے شام کو فتح کرکے نبوی حکومت قائم فرمائی۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے نام لیوا اصحابِ رسولؐ، تابعینؒ اور دیگر مجاہدین کے ہاتھوں نبی پاک ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد حجاز سے شام، عراق، ایران اور سندھ تک، پھر وسط ایشیاء کے کئی علاقے داغستان تک اور مغرب میں فرعونوں کے ملک مصر سے افریقہ کے آخری مغربی کنارے جزائر، مراکش اور الجزائر تک اور یورپ میں اسپین اور فرانس کے ایک حصے تک، مشرق میں سری لنکا اور آگے انڈونیشیا اور ملائیشیا تک فتوحات کا ایک سیلاب تھا، جو کسی کے روکے نہ رُکتا تھا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

یہ سب نبی پاک ﷺ کے نام لیوا جب ''محمدی رعب'' کو ساتھ لے کر چلتے تھے تو یہ اسی کا نتیجہ ہوتا تھا۔ چودہ سو سال پہلے اونٹوں اور گھوڑوں کا سفر تھا، ایک مہینہ میں مدینہ سے چل کر تبوک اور فسلطین پہنچا جاتا تھا، آج ہوائی جہازوں کا سفر ہے، لہٰذا مکہ اور مدینہ سے امریکہ، یورپ، آسٹریلیا یا کوئی بھی علاقہ ایک مہینے کی مسافت پر نہیں، لہٰذا کہیں آل بُوزنہ پر شیخ اسامہؒ کا خوف طاری ہے، کہیں ان کے چالیس چور ساتھی ملا عمر سے ڈر کر روزانہ ان کی منت خوشامد کرتے نظر آتے ہیں، مگر وہ نبوی رعب اور محمدی دہشت کا نمائندہ کوئی نرم پہلو دینے پر آمادہ نہیں۔ ایمان اللہ کی ذات کا ہو یا محمدی رسالت اور ختم نبوت کا، جیسے یہ باتیں مومن مجاہد کے دل میں اتری ہوئی ہیں، نبوی رعب اور دہشت بھی اسی طرح اہل ایمان کے قلب وروح میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ ''وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ'' یعنی ایمان شرط ہے، نبوی دہشت بھی ہمراہ ہوگی، بندہ کوئی ہو، ایمان کے بعد وہ نبوی نمائندہ ہے، اس کی علامت جہاد ہے۔ فرمایا: ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا''۔ اسی سے ملتِ کافرہ اور فرنگ بدرنگ خوفزدہ اور دہشت گرفتہ ہے۔ کاش! پاک فوج بھی نبوی نمائندگی کا حق ادا کرنے کو تیار ہوجائے، پھر ہم امریکہ اور نیٹو کے فرنٹ لائن اسٹیٹ ہونے پر فخر نہیں، شرم محسوس کریں گے اور علی الاعلان پکار اٹھیں گے: ہم تم آقامدنی کے فرنٹ لائن اسٹیٹ ہیں، کسی کو میلی آنکھ سے ہمیں دیکھنے کی جرأت ہو تو آئے! اور ''غالب علی کل غالب'' ہم ہی ہوں گے...... بقول انجم نیازی:

یہ سارے مجاہد ہیں سارے جری ہیں
یہ تلوار وخنجر کے سارے دھنی ہیں